مکالمہ بین المذاہب کی اخلاقیات

قرآن وتعلیمات نبوی ﷺ اور مذاہب عالم کی روشنی میں

ڈاکٹر سعید احمد صدیقی

فاضل علوم اسلامیہ، فاضل عربی، فاضل اردو

ABSTRACT

All the religious between common thing respected is the main thing, but honesty honorability discipline is the lover religious better than respected is wrote. Hate struggle and their bad manners also justice preach the cural persons the some of religious. We are writes first basically written religious the justice bad manners in the world has finished but brother hood human rights abstract improve the same. We all the sat above discus in the world destroyed to terrasium and tat not right we want finished the all bad manures in the world.

ارشاد ربانی ہے:

وَتَعَاوَنُوْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ○(۱)

اور تم آپس میں نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو گناہ اور دشمنی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

آج کل مذاہب کے درمیان مکالمہ (Dialougue) کا بہت چرچا ہے۔ اس کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مذاہب کے درمیان قربت بڑھے، غلط فہمیوں کا ازالہ ہو، ان کے درمیان جو

اختلافات ہیں وہ دور ہوں اور وہ ایک دوسرے سے قریب آئیں۔ اس سلسلے میں مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان تبادلۂ خیال ہو رہا ہے، مذاکرے اور سیمینار ہو رہے ہیں، مختلف سطحوں سے کوشش ہو رہی ہے۔ اس تگ ودو کے پیچھے جو ذہن کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ مذاہب کے درمیان اختلافات حقیقی نہیں ہیں، سب کی اصل ایک ہے، سب روح کی تسکین اور اپنے خالق ومعبود کی رضا چاہتے ہیں، انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی ان میں سے ہر ایک کے پیش نظر ہے، ظلم وزیادتی اور جبر وتشدد کو سب ہی غلط باور کرتے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کا رویہ اختیار کرنا چاہتے ہیں، ان کے درمیان بنائے اختلاف کم ہے اور اتحاد کی بنیادیں زیادہ ہیں۔ یہ بات جب بڑھتی ہے تو وحدتِ ادیان کے تصور تک پہنچتی ہے کہ منزل سب کی ایک ہے، البتہ راہیں جدا ہیں۔ (۲)

مکالمہ بین المذاہب کے حوالے سے اہل علم ودانش کا نقطۂ نظر:

مکالمہ بین المذاہب کے حوالے سے ہمیں قرآن کریم، کتب مقدسہ، احادیث نبویہ ﷺ، اسوۂ حسنہ، خلافت راشدہ اور نامور مسلم حکمرانوں کے حوالے سے کافی مواد ملتا ہے، مگر سوئے قسمت آج کی دنیا میں اگر مکالمہ بین المذاہب کے ذریعے مسلمانوں کی تکالیف ومصائب کم ہو جائیں یا یہ دعوت الی اللہ کا ذریعہ ہو تو ٹھیک لیکن برابری کی بنیاد پر یا اپنی بات منوا سکیں ورنہ تو بالکل بے سود ہے، کیونکہ قرآن کریم نے صاف کہہ دیا کہ

> وَلَن ترضىٰ عنك اليهود ولا النصرىٰ حتىّٰ تتبع ملتهم (۳)
>
> آپ سے یہود ونصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے، جب تک کہ آپ ان کے مذاہب کے تابع نہ بن جائیں۔

اس حوالے سے ممتاز مفکر و عالم دین مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کا ایک موقف ملاحظہ فرمائیں:

> ''اب ایک نیا موضوع مذاہب کے درمیان مذاکرات (حوار بین المذاہب) کا شروع ہوا ہے، مختلف مسلم ممالک اس موضوع پر بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کر رہے ہیں، اور مسلم ممالک اس میں پیش پیش بھی ہیں، اگر آئندہ ہندوستان میں مسلمان مذہبی تنظیمیں اس موضوع پر بھی سیمینار اور جلسے کرنے

لگیں تو یہ حیرت کی بات نہیں ہوگی، کیونکہ مغرب کی طرف سے جو ایجنڈا دیا جاتا ہے ہم دانستہ یا نادانستہ اسی کھلونے سے کھیلتے رہتے ہیں، حالانکہ جس چیز کو مذاکرہ کہا جارہا ہے وہ حقیقت میں مذاکرہ نہیں ہے، مذاکرہ تو دو ایسے فریقوں کے درمیان ہوتا ہے جو طاقت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مدمقابل ہوں اور فیصلہ کرنے میں آزاد ہوں، ایسی دو قومیں جن کے درمیان طاقت کے اعتبار سے کوئی نسبت نہ ہو، جس میں ایک فریق اپنے مدمقابل کی بات ماننے پر مجبور ہو، ان کے درمیان مذاکرہ محض ایک فریب ہے، ہاتھی اور شیر میں مقابلہ اور مصالحت کی بات تو سمجھ میں آسکتی ہے، لیکن شیر اور بکری میں صلح کے کوئی معنی نہیں، یہ تو کمزوروں کو جھکانے اور ان کو تابع فرمان بنانے کا ایک خوبصورت عنوان ہے، ایسے نام نہاد مذاکرہ میں جو فریق طاقتور ہوتا ہے وہ اپنا مقصد بھی حاصل کرلیتا ہے، اور اس پر ظالم و مجرم ہونے کی تہمت بھی نہیں لگتی اور کمزور فریق کا فائدہ یہ ہے کہ اسے تو اپنے مقابل کے سامنے جھکنا اور ہتھیار ڈالنا ہی تھا، لیکن اب اس کام کو ایک حد تک باعزت طریقہ پر کیا جارہا ہے اور ظاہری رسوائی سے بچ جاتا ہے، لیکن بہرحال اسے فریق مقابل کے سامنے جھکنا ہی پڑتا ہے"۔(۴)

لیکن اس کے باوجود ہمیں انسانیت کی بھلائی اور دنیا کی موجودہ شورش کے پیش نظر اخلاقیات کی بنیاد پر مکالمہ بین المذاہب کو فروغ دینا پڑے گا ہم اب ایک دوسرے سے غافل نہیں رہ سکتے اور ہمیں انسانیت کے مشترکہ رشتے کو پروان چڑھانا پڑے گا جو بظاہر اخلاقی بنیادوں اور اقدار پر ہی ممکن ہے، دوسرے نقطہ نظر پر ڈاکٹر طاہر رضا بخاری رقم طراز ہیں۔

آج جب کہ پوری دنیا ایک Global Village بن چکی ہے۔ انسانی آبادیاں بظاہر ایک بستی کی صورت اختیار کرچکی ہیں، مگر ان کے درمیان کسی مشترکہ رشتے کا تصور پروان نہیں چڑھ سکا۔ جو ان انسانی آبادیوں کو ایک دوسرے کے دکھ درد کا احساس دلا سکے۔ سفید فام، سیاہ فام کے دشمن ہیں، ایشیا اور یورپ میں برتری اور کہتری کی مستقل دوڑ موجود ہے۔ آرین نسل، سامی نسل سے بیر رکھے ہوئے ہیں۔ گویا ہر قوم دوسری قوم کی بدخواہ اور ہر ملک دوسرے ملک کا دشمن

ہے۔(۵)

آج ہم اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے۔

''آج دنیا کے بیش تر مما لک میں مخلوط آبادیاں ہیں۔ان کے درمیان مذہبی عقائد، مادی افکار و نظریات، تہذیب و معاشرت کا اختلاف ہے اور کہیں مادری زبان کا فرق بھی پایا جاتا ہے۔ اس کے باوجود وہ ایک تکثیری سماج کا حصہ ہیں۔اس پہلو سے ان کے مشترک مسائل بھی ہیں۔ان میں سے ہر ایک کی ضرورت ہے کہ ملک میں امن و امان ہو، فکر و عمل کی آزادی ہو، ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے کام کے مواقع حاصل ہوں، انسانی حقوق کی پامالی نہ ہو، عدل و انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں، سب کے ساتھ مساوی سلوک کیا جائے، غربت اور جہالت ختم ہو، طبی سہولتیں حاصل ہوں، صفائی ستھرائی کا اہتمام ہو اور فضائی آلودگی پر قابو پایا جائے۔اس نوعیت کے اور بھی مسائل ہو سکتے ہیں۔ اس طرح کے مسائل پر قابو پانے کے لئے معاشرے میں بیداری لانے، ان کے حق میں فضا بنانے اور بسا اوقات قانونی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی طرح ان مسائل کا تعلق حکومت سے بھی ہے، جس کے لئے اسے متوجہ کرنا اور اس پر اثر انداز ہونا پڑتا ہے، اس کے لئے تکثیری معاشرے مشترکہ جدوجہد کا تقاضا کرتے ہیں۔اسی سے بہتر نتائج کی توقع کی جاسکتی ہے''۔(٦)

دین فطرت اور مکالمہ بین المذاہب کی بنیاد:

اسلام چونکہ فطرت سے سب سے زیادہ قریب ہے اس لئے اس کا دامن بڑا وسیع نظر آتا ہے اور وہ پوری انسانیت کی فلاح و بہبود و بھلائی کی بات کرتا ہے۔شاہ معین الدین احمد ندوی رقمطراز ہیں:۔

> اسلام کی رحمت و شفقت اور احترام انسانیت کا دائرہ کسی خاص طبقے اور کسی خاص قوم و ملت تک محدود نہیں، بلکہ پورے عالم انسانیت تک وسیع ہے، اس نے ساری مخلوق کو خدا کا کنبہ مانا ہے اور تمام مخلوق کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا حکم دیا ہے۔(۷)

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

الخلق کلهم عیال الله فاحب الخلق عندالله من احسن الی

عیالہ(۸)

ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور اس کے نزدیک سب سے پسندیدہ مخلوق وہ
ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ نیکی کرے۔

بین المذاہب مکالمے کی اخلاقی بنیادیں:

مذاہب کے درمیان ایک قدر مشترک اخلاقیات ہے۔صداقت اور راست گوئی، عفت و عصمت، دیانت و امانت، باہم الفت و محبت، رشتوں کا احترام، غریبوں، ناداروں، مریضوں اور معذوروں کے ساتھ ہم دردی اور ان کی خبر گیری، تعصب اور نفرت سے اجتناب، کسی کے حق پر دست درازی اور ظلم و زیادتی کا خاتمہ، اس طرح کی اخلاقیات کی اہمیت تمام مذاہب تسلیم کرتے ہیں اور ان کے مخالف رویہ کو صحیح نہیں سمجھتے۔ اس کے لئے کہیں کہیں کوشش بھی ہوتی ہے۔ اسلام سماج میں اخلاق کو فروغ دینا چاہتا ہے، اس کے لئے اس کا اپنا ایک طریقہ اور لائحہ عمل بھی ہے، لیکن اس کے ساتھ اخلاق کو عام کرنے کی جو کوشش ہو اس میں وہ اپنے اصول کے تحت شریک ہوسکتا ہے اور اس کے لئے مشترکہ جدوجہد بھی کرسکتا ہے۔(۹)

مشترکہ جدوجہد کے حوالے سے اسلام ہمیں ایک ہمہ گیر اخلاقی نظام مہیا کرتا ہے، اسلام ہر صنف، ہر طبقے، اور ہر مذہب کے ماننے والوں کے حقوق مقرر کرتا ہے تاکہ انسانی بھائی چارہ، احترام آدمیت اور معاشرتی وسماجی مساوات میں کہیں خلل واقع نہ ہو۔ انسانی حقوق کی ادائیگی میں اسلام نے قومی، وطنی، مذہبی اور طبقاتی عصبیت کا نام ونشان جس انداز میں مٹایا ہے اس کی نظیر اور مثیل نہیں ملتی۔ انسانی حقوق کی ادائیگی کے حوالے سے وہ مسلمانوں کے لئے جو معیار مقرر کرتا ہے وہ یہ ہے۔

لا یؤمن احد کم حتی یحب للناس ما یحب لنفسہ (۱۰)
کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک انسانوں کے لئے وہی
کچھ نہ پسند کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔
اَحِبَّ للنَّاسِ ما تُحِبُّ لنفسكَ تكُنْ مُسْلماً (۱۱)
انسانوں کے لئے وہی کچھ پسند کرو جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو تو
مسلمان کہلاؤ گے۔

سکھائی انہیں نوع انساں پر شفقت کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت شب و روز پہنچاتے ہیں اسکو راحت
وہ جوحق سے اپنے لئے چاہتے ہیں وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں(۱۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک سارے انسانوں کی بھلائی کا جذبہ کسی انسان کے دل میں پیدا نہ ہوتو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ رنگ ونسل اور اس کے امتیازات کوختم کرتے ہوئے عالمگیر معاشرت کے تصور کو، خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے یوں واضح فرمایا:۔

یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد و ان اباکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لا حمر علی اسود ولا لا سود علی احمر الابالتقوی الناس من آدم و آدم من تراب(۱۳)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارے باپ آدم ایک ہیں تم سب آدم کے بیٹے ہو۔ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر۔ مگر پاکبازی اور تقویٰ کی وجہ سے سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔

ممتاز دانشور، سیرت نگار پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد ثانی رقمطراز ہیں:

اسلام نے مساوات اور احترامِ انسانیت کا جو تصور پیش کیا ہے، وہ کسی حالات کی پیداوار نہیں ہے، بلکہ یہ آزادی ومساوات اور اخوت و بھائی چارے کا ایک عالمگیر پیغام ہے، جو رنگ و نسل، زبان وعلاقائیت اور قومیت ووطنیت کے تمام جھوٹے امتیازات کو مٹا کر پوری انسانی برادری کو ایک خاندان اور ایک کنبہ قرار دیتا ہے، اور پوری انسانیت کو آزادی ومساوات کے حقوق عطا کرتے ہوئے انہیں اخوت و بھائی چارے کی ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔(۱۴)

مذاہب عالم اور مکالمہ بین المذاہب کی بنیادیں (اخلاقی تناظر میں)

کسی بھی معاشرے کی ترقی، خوشحالی اور استحکام کے لئے سب سے اہم ترین وصف ان کے باشندوں کے درمیان انصاف ہے، خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو اس حوالے سے مختلف مذاہب کی تعلیمات ملاحظہ ہوں، جو ہم سب کو انصاف کے خاطر مشترکہ موقف اور مکالمے کی دعوت

دیتے ہیں۔

انصاف کے معاملے میں اسلامی تعلیمات سب سے زیادہ واضح ہیں، اسلام ہر حال میں اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔(۱۵)

۲۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے۔(۱۶)

۳۔ اور جب کسی کی نسبت کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو۔(۱۷)

۴۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔(۱۸)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک ساعت انصاف کرنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔(۱۹)

☆ بدھ مت میں عقلمند ہر چیز کا بھرپور جائزہ لیتا ہے تاکہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کر سکے۔ جلد بازی میں فیصلہ کرنا احمقوں کا کام ہے۔

☆ عیسائیت میں سارے فیصلے انصاف کے ساتھ کرو، خبردار رہو، کہیں تم ناانصافی کے غار میں نہ گر پڑو۔ خدا انصاف والا ہے اور ہر شخص کے ساتھ انصاف کرے گا، اس کے عمل کے لحاظ سے۔

کنفیوشس مت میں جس میں عزت نفس ہے وہ انصاف کا خواہاں اور ہر قدم انصاف کے مطابق اٹھائے گا۔ صرف احمق ہی ناانصافی کر سکتے ہیں۔

ہندو مت میں سادھوؤں اور سنتوں کو نقصان پہنچانے والا خود اپنے جال کا شکار ہو جائے گا۔ یہی پرماتما کا انصاف ہے۔

جین مت میں میرے بھگوان! مجھے انصاف کے راستے پر چلا۔ میں ہمیشہ دوسروں کی طرف سے لعنت ملامت کے باوجود ثابت قدم اور فوری موت نیز دائمی زندگی کے امکان سے بے پرواہ ہوں اور غربت و امارت کا مجھ پر کبھی کوئی اثر نہ ہو۔(۲۰)

یہودیت میں خدا انصاف کو پسند کرتا ہے اور انصاف ہی اس کی کرسی کا پایہ ہے۔ سچی زندگی اس کی ہوگی جو اپنے ساتھی انسانوں کے ساتھ ہمیشہ انصاف سے کام لے گا۔

شنتو مت میں انصاف کے آگے ناانصافی کی ہار ہوگی۔ اگر تم نے کوئی وعدہ کیا تو

ایمانداری کے ساتھ اسے پورا کرو بھلے ہی وہ وعدہ برے لوگوں سے کیا گیا ہو۔ انسان کو ہمیشہ انصاف پر چلنا چاہیے، فکر میں بھی اور عمل میں بھی۔

سکھ مت میں ہمارے اعمال اچھے ہوں یا برے۔ فیصلے کے لئے تیری عدالت میں پیش ہوں گے۔ کچھ دور دور رہیں گے۔ جو تجھ سے لو لگائیں گے مصیبتوں سے مکتی پائیں گے۔ نانک، ان کے چہروں پر مسرت چھوٹ سے جگمگا اٹھیں گے۔ اور دوسروں کو بھی وہ مکتی دلائیں گے۔ اگر تم نے ہمارے اعمال کی بنا پر ہمارا فیصلہ کیا تو ہم نہیں بچ پائیں گے۔ اس لئے اسے سب کو بخش [illegible] ہمیں بخش دے۔ اور زندگی کے اس سمندر میں نانک کی نیا پار لگا۔

زرتشت مت میں انصاف کو سمجھ کر بھی انصاف نہ کرنا بزدلی ہے۔(۲۱)

مذاہب عالم کی متفقہ تعلیمات:

برائی کے حوالے سے مختلف مذاہب کی تعلیمات ملاحظہ ہوں، آج پوری دنیا برائی کی لپیٹ میں ہے، اور کوئی بھی مذہب اس کو پسند نہیں کرتا، ہم سب مل کر باہمی اتحاد و اتفاق اور مکالمے کے ذریعے دنیا سے برائی کے خاتمے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

اسلام نے ہمیشہ برائی سے روکا ہے اور نیکی پھیلانے کا حکم دیا ہے اور اسلام تو ان لوگوں کے ساتھ بھی نیکی اور بھلائی کا حکم دیتا ہے جو تمہارے ساتھ برائی کریں اور برائی کو معاشرے سے ختم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ ”اور تم برائی کے قریب بھی نہ جاؤ“(۲۲)

۲۔ ”بے شک اللہ تم کو برائی اور نامعقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے“(۲۳)

احادیث نبوی ﷺ میں ہمیں تمام برائیوں شراب، زنا، جھوٹ، بخل، سود، اسراف، جوا، قتل، ریاکاری، منافقت، لڑائی جھگڑے، تہمت، حسد اور ظلم سے منع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ظلم قیامت کے دن اندھیروں میں سے ہے۔“(۲۴)

بچایا برائی سے ان کو یہ کہہ کر کہ طاعت سے ترک معاصی ہے بہتر(۲۵)

دنیا کا ہر مذہب امن کی پرچار کرتا ہے اور ہر ایک کو امن سے رہنے کی دعوت دیتا ہے بدامنی

سے روکتا ہے آج دنیا میں جو چیز سب سے زیادہ مفقود ہے وہ امن ہے، حالانکہ ہر مذہب امن کا دعویدار ہے اور امن کی دعوت دیتا ہے، آج باہمی مکالمے کے ذریعے دنیا میں امن قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امن کو اپنی عظیم نعمت بتایا اور امن کی خوشخبری سنائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا'' (۲۶)

''اور جس نے ان کو بھوک سے کھانا کھلایا اور خوف سے امن بخشا'' (۲۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''زمین میں فساد نہ پھیلاؤ'' (۲۸)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو، تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا'' (۲۹)

☆ بدھ مت کے نزدیک برے کاموں کی سزا ہر حال میں ملے گی اور اچھے کاموں کی جزا بھی۔ نیک آدمی برائی سے ہمیشہ نفرت کرے گا، اور یوں اپنے آپ کو پاک رکھے گا۔

سچی خوشی انہی لوگوں کو ملتی ہے جو ساتھی انسانوں کے درمیان امن و خوشی کے ساتھ رہتے ہیں۔ امن سے جینا اور تمام انسانوں کے ساتھ امن و سکون سے رہنا سب کی زندگی کا مقصد ہونا چاہئے۔

☆ عیسائیت کے نزدیک عیسیٰ کا ماننے والا برائی سے نفرت کرے گا اور اپنے آپ کو برائی کے آثار سے بھی دور رکھے گا۔ نیکی کو جان کر بھی اس پر عمل نہ کرنا گناہ ہے۔

☆ کنفیوشس مت کے نزدیک سزا اور جزا کا فیصلہ عالم بالا میں ہوتا ہے، انسان کے اچھے اور برے کاموں کے مطابق نیک کاموں کی جزا بھی اتنی ہی یقینی ہے جتنی برے کاموں کی سزا۔

☆ ھندو مت کے نزدیک جو برا ہے اسے دائمی مسرت کے حصول کی امید نہ رکھنی چاہئے۔ دکھ درد اور مصیبتیں برے کاموں کا پھل ہیں۔

☆ جین مت کے نزدیک ہر طرح کی برائیوں سے بچو۔ برائی یہ بھی ہے کہ برے کام کئے جائیں اور یہ بھی کہ دوسروں کے برے کاموں کی تائید کی جائے۔ دوسروں کو گناہ پر مجبور نہ کرو۔

☆ یہودیت کے نزدیک برائی اذیت کا باعث ہے۔ برائی ہر شخص میں ہے اور اسے شرمسار ہونا چاہئے۔ خدا انہیں جزا دے گا، جو برائی سے بچتے ہیں اور نیکی کے طالب ہیں۔ بخشش کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

☆ تاؤمت کے نزدیک جو کھلم کھلا برائی کرتے ہیں، انسان انہیں سزا دیں گے۔ جو چھپا کر برائی کرتے ہیں، خدا انہیں سزا دے گا جو انسان اور خدا دونوں سے ڈرتا ہے وہی بے فکر زندگی کا اہل ہے۔

☆ زرتشست مت کے نزدیک جب انسان اپنے کو برے خیالات، برے اقوال اور برے اعمال سے پاک کرنے کی ایمانداری کے ساتھ کوشش کرے گا تو اچھے افکار، اچھے اقوال اور اچھے اعمال اس کی زندگی کا اسی طرح حصہ بنتے جائیں گے جیسے رات کے بعد دن آتا ہے۔

☆ شنتومت کے نزدیک تین سال تک مسلسل کی جائے تو برائی ضرورت بن جاتی ہے۔اس لئے برا نہ دیکھو برا نہ سنو اور برا نہ کہو۔

☆ سکھ مت کے نزدیک کپڑوں پر چھینٹ پڑ جائے اور وہ گندے ہو جائیں۔تو صابن سے دھو کر پاک کئے جاتے ہیں۔ جب گناہ ذہن کو گندہ کردے، تو اسے پاک کرنے کے لئے خدا کا نام جپنا ضروری ہے، انہیں برا کہو، جو مایا، شہوت، غصہ اور غرور کے جال میں پھنسے ہیں، اسے برا کہو، جو برے کام کرتا ہے اور رب کو بھول گیا ہے۔ گناہ کو دل سے دور کردو، اور دوسروں کی خدمت کرو۔ خدا کو یاد کرو، کہ یوں تمہارے سارے گناہ دھل جائیں گے۔(۳۰)

☆ عیسائیت کے نزدیک یسوع مسیح امن کا شہزادہ ہے۔ وہ دنیا میں اس لئے آیا تھا کہ سبھی انسانوں میں امن بانٹ سکے۔ امن کے لئے کام کرنے والے خدا کی رحمت سے نوازے جاتے ہیں اور وہ خدا کے بیٹے بنیں گے۔ ہمیں امن کی راہ پر چلنا چاہئے، تاکہ آخرت میں خدا کی آغوش رحمت میں جگہ پاسکیں۔

☆ کنفیوشس مت کے نزدیک اپنے سبھی پڑوسیوں سے مل جل کر اور بھائیوں کے ساتھ امن وسکون کے ساتھ زندگی بسر کرنا سیکھو۔ دنیا بھر میں امن وامان اور محبت کا سکہ چلنا چاہئے۔ خداوند قدوس چاہتا ہے کہ اس کے بندے امن وامان کے ساتھ رہیں۔

☆ ھندومت کے نزدیک اگر سکھ اور سلامتی کی تلاش ہے تو شانتی کے لئے کام کرو۔

شانتی ہی دماغ کو سکون دے گی اور عقل بھی ایشور شانتی ہے اور وہ سب کو شانتی دینا چاہتا ہے۔

☆ جین مت کے نزدیک سمجھ دار شانتی کو اپنی زندگی کا آدھار بناتے ہیں۔ تمام لوگوں کو چاہئے کہ مل جل کر شانتی کے ساتھ رہو۔ یہی بھگوان کی مرضی ہے۔

☆ یہودیت کے نزدیک یہودیوں کا مذہب اس مثالی دور کا خواہاں ہے، جس میں ساری دنیا میں امن وسکون ہوگا۔ امن خدا کو پسند ہے اور اس کا حکم ہے کہ اس کے تمام ماننے والے امن کے لئے کام کریں۔ پرامن زندگی خوشی اور خوش حالی کے اعلیٰ ترین مواقع فراہم کرتی ہے۔

☆ شنتو مت کے نزدیک خدا کی حفاظت میں لوگ امن وامان سے رہیں گے اور وروئے زمین سے ہنگاموں کا نام ونشان مٹ جائے گا۔

☆ سکھ مت کے نزدیک گرو کا نام ہی میرا سہارا ہے۔ وہی میرا کھانا اور وہی میرا پینا ہے، یہی ہے جو میری ہر طرح کی بھوک مٹا دیتا ہے۔ یہی ہے جس نے میرے دماغ میں اتر کر مجھے ہر طرح کی خواہش سے نجات دلائی ہے۔ اور مجھے امن اور سکون پروان کیا ہے۔

☆ تاؤ مت کے نزدیک عقل مند لوگ امن کا احترام کرتے ہیں اور باقی ساری چیزوں سے خود کو الگ کر لیتے ہیں۔ اچھا حاکم وہ ہے جو امن کو جنگ پر ترجیح دے اور طاقت کے استعمال کے بجائے لوگوں کو سمجھا بجھا کر حکومت کرے۔

☆ زرتشت مت کے نزدیک تمام عورتوں اور مردوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہئے اور بھائیوں اور بہنوں کی طرح مل جل کر رہنا چاہئے کہ آدمیت کا لازوال ہاتھ انہیں ایک دوسرے سے باندھتا ہے۔

مذاہب عالم میں بھائی چارہ کا فروغ

آج ہم مکالمہ بین المذاہب کے ذریعے دنیا میں بھائی چارے کو فروغ دے سکتے ہیں، دنیا کا ہر مذہب چاہے وہ آسمانی ہو یا غیر آسمانی اس کا خواہش مند نظر آتا ہے اور اس کے مذہب کی تعلیمات اسی کا پرچار کرتی ہیں۔

اسلام نے ہمیشہ بھائی چارے کو فروغ دیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ''(۳۱)

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے'' (۳۲)

☆ بدھ مت کے نزدیک دوست بہت بڑی دولت ہے، بھائی کی طرح اسے عزیز رکھو۔ اچھے لوگوں کو اپنا سب سے قریبی دوست اور بھائی بنالو۔

☆ عیسائیت کے نزدیک سبھی انسان بھائی بھائی ہیں۔ اگر اپنے بھائی سے کوئی شکایت ہے تو کوئی بھی مذہبی فریضہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ صلح کرلو۔ جو بھائی کے ساتھ سلوک کرتا ہے وہ خدا کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ بھائی سے نفرت کرنا گناہ ہے۔ دنیا میں برادرانہ محبت کا دور دورہ ہونا چاہئے۔

☆ ھندومت کے نزدیک نیک آدمی وہ ہے جو دوست اور دشمن میں اپنے اور غیر میں تمیز نہیں کرتا بلکہ سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ سچا دوست وہ ہے، جس کی ہمدردیاں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں گی۔

☆ جین مت کے نزدیک سب کے ساتھ انصاف کرو، کسی سے فرق نہ برتو۔ سب انسانوں کو ہمیشہ اپنا بھائی سمجھو، جیسا سلوک انسان کے ساتھ کرو ویسا ہی سلوک تمام جانوروں کے ساتھ بھی کرو کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔

☆ یہودیت کے نزدیک خداوند قدوس نے تمام انسانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور انہیں ہمیشہ بھائیوں کی طرح مل جل کر رہنا چاہئے۔ بھلائی اسی میں ہے کہ بھائیوں کی طرح مل کر کام کرو اس سے خدا کی محبت بھی ملے گی اور دنیاوی خوش حالی بھی۔

☆ شنتومت کے نزدیک آسمان سب انسانوں کا باپ ہے اور زمین سب کی ماں۔ اس لئے سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور انہیں بھائیوں کی ہی طرح رہنا چاہئے۔ اگر سب لوگ اسے اپنا شعار بنالیں تو ملک کو نفرت اور رنج وغم سے نجات مل جائے گی۔ (۳۳)

☆ سکھ مت کے نزدیک حکم ہے کہ میرے بھائیو! ایک ہو جاؤ، اور ایک دوسرے کے احترام کے ذریعے ساری غلط فہمیاں دور کردو۔

☆ تاؤمت کے نزدیک حکم ہے کہ بھائی چارے اور نیکی کا جذبہ ضروری ہے اگر دوستوں کا دل جیتنا ہے۔ بازار کا طریقہ جہاں لوگوں کے درمیان مول تول ہوتا ہے، اچھے لوگوں کا وطیرہ نہیں۔

☆ زرتشت مت کے نزدیک پاک لوگوں کو دوست بناؤ۔ پاک انسان اپنے تمام دوستوں کو بھی پاک بنا دیتا ہے۔

مذاہب عالم میں انسان دوستی کا فلسفہ

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور انہوں نے فرمایا: ''لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا کون سا کام سب سے زیادہ پسند ہے؟ کسی نے کہا نماز، کسی نے زکوٰۃ اور کسی نے جہاد کا نام لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا جو عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، وہ ہے اللہ کے واسطے محبت کرنا''۔(۳۴)

☆ بدھ مت میں خالصتاً محبت کے جذبے کے تحت کسی کی زندگی بچانا سارا وقت ریاضت وعبادت میں گزارنے، ہاتھیوں اور گھوڑوں کی قربانی دینے سے بڑا کام ہے۔

☆ عیسائیت میں عیسائیوں کے لئے محبت سب سے بڑا دھرم ہے۔ وہ مذہب کی جان ہے۔ انسان سے خداوند کریم کی محبت، اللہ سے انسان کی محبت، انسان سے انسان کی محبت اور ساری دنیا سے عیسائی کی محبت ہی مذہب عیسائیت کی زندہ جاوید تعلیم ہے۔

☆ کنفیوشس مت میں محبت ہر مقام کو خوب صورت بنا دیتی ہے، جو محبت سے کام نہیں لیتا کیا اسے عقلمند کہا جا سکتا ہے؟ محبت جنت کا سب سے بڑا اصول ہے جو انسانوں کی پرسکون رہائش گاہ ہے۔ جب کوئی چیز آڑے نہ ہو، تو محبت کرنے میں کوتاہی برتنا بے وقوفی کی دلیل ہے۔ محبت اور دانشمندی کی کمی انسان کو خدا ترسی اور حق سے محروم کر دیتی ہے اور اس کے بغیر انسان غلام بن جاتا ہے۔

☆ ھندومت میں ہے بھگوان سب سے محبت کرتا ہے۔ مگر ان لوگوں سے کہیں زیادہ جو اس کی مرضی پر چلتے ہیں، اور اس کی محبت کا سچا جذبہ رکھتے ہیں۔ بھگوان کی پوجا کا سب سے اچھا سادھن محبت ہے۔

☆ جین مت میں ہے کہ خدا کی سبھی مخلوق سے محبت کرو اور اس اصول پر ہمیشہ کاربند رہو۔

☆ یہودیت میں ہے کہ خلوص دل کے ساتھ خدا سے محبت کرو۔ پڑوسی سے محبت کرنا

بھی ضروری ہے اور اجنبی بھی تمہاری محبت کے مستحق ہیں۔ خدا ایمان والوں اور پرہیزگاوں سے محبت کرتا ہے۔ وہ گنہگاروں سے بھی محبت کرتا اور انہیں گناہوں سے نجات دلانے اور اپنے قریب لانے کے لئے کوشاں ہے۔

☆ شنتو مت میں ہے کہ جس گھر میں محبت ہو وہاں بھگوان براجتے ہیں۔ محبت بھگوان کی نشانی ہے۔

☆ سکھ مت میں ہے کہ جو سچے دل سے رب کو چاہے، گناہ اس سے دور ہو جائیں۔ ہم نے ساتھی انسانوں اور رب سے پیار کے ذریعے گیان حاصل کیا ہے۔

☆ تاؤ مت میں ہے کہ اچھے آدمیوں سے خدا ہمیشہ پیار کرتا ہے۔ عقل کل نے ساتھی انسانوں سے ہمہ گیر محبت کی تعلیم دی ہے اور اس کے ماننے والوں کو چاہئے کہ اس کی تعلیم پر عمل کریں۔

☆ زرتشت مت میں ہے کہ ہر شخص کو نیکی سے پیار کرنا چاہئے۔ خدا انسان سے پیار کرتا ہے اور انسان کا فرض ہے کہ وہ خدا کو پیار کرے۔(۳۵)

آ، غیریت کے پردے اک بار پھر اٹھا دیں بچھڑوں کو پھر ملا دیں، نقش دوئی مٹا دیں
سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی آ، اک نیا شوالہ اس دیس میں بنا دیں
دنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ دامانِ آسماں سے اس کا کلس ملا دیں
ہر صبح اٹھ کر گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے سارے پجاریوں کو مے پیت کی پلا دیں

شکتی بھی، شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے(۳۶)

مذاہب عالم اور معاشرتی حسن سلوک

ہر مذہب نے دوسروں کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنے اور حسن اخلاق برتنے کا حکم دیا ہے اور اس میں کوئی بھی مذہب زبان و دین کی تخصیص نہیں کرتا، بلکہ ہر انسان کے ساتھ حسن اخلاق کا درس دیتا ہے، اور ہر مذہب نے ہمیشہ احترامِ انسانیت کا عملی تصور پیش کیا۔

اسلام:

اسلام تو پھیلا ہی اخلاق اور حسن سلوک سے ہے، آیئے ہم اس ضمن میں اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ملاحظہ کریں: گھر سے نکلتے تو سلام میں ہمیشہ پہل کرتے اور فرماتے کہ سلام میں پہل کرنے والا کبر سے محفوظ ہوتا ہے۔(۳۷) بچوں کے ساتھ گفتگو فرماتے اور انہیں سلام کہتے۔(۳۸) بچوں سے پیار بھی کرتے۔(۳۹) بازار کو ناپسندیدہ جگہ سمجھتے۔(۴۰) لیکن وہاں جاتے تو ہر ایک کو سلام کرتے۔(۴۱) انتہائی خوش مزاج تھے اور متبسم رہتے۔(۴۲) مسکراتے چہرے سے ملتے اور اسے نیکی شائستگی قرار دیا۔(۴۳) صحابہؓ کی محفل میں بیٹھتے تو عام آدمی فرق محسوس نہیں کرتا تھا۔(۴۴) نماز صبح کے بعد خصوصی مجلس ہوتی تھی۔(۴۵) اس میں قصے بھی ہوتے اور ہنسی بھی۔(۴۶) بیماروں کی عیادت کا اہتمام کرتے۔(۴۷) حدیث کی کتابوں میں آپ ﷺ کا وہ مشہور جملہ موجود ہے جو آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے وہ جملہ یہ ہے: **"لا بـاس طهور ان شاء الله"** (۴۸) مزاح بھی فرماتے۔حضرت انسؓ کو **"یاذوالا ذنین"** کہہ کر پکارتے۔(۴۹) اشعار بھی سنے، انہیں پسند بھی فرمایا، لبید کے درج ذیل ایک مصرع کو اصدق الکلمۃ کہا۔(۵۰)

اَلا کُل شئی مَا خلا اللّٰه باطلٌ وَ کُل نعیمِ لا محـالةَ زائلٌ

رشتہ داروں سے حسن سلوک اور ہمسایوں کا خیال آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کا اہم حصہ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو
اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے۔(۵۱)

''حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''(۵۲) ''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا وہ شخص مومن نہیں، سوال کرنے پر آپ ﷺ نے جواب دیا وہ جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں''۔(۵۳)

''جابر بن سمرۃؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔''(۵۴) اسی طرح آنجناب ﷺ کو غیبت، فحش گوئی، عیب چینی، حسد، بغض اور لوگوں

کے درمیان عداوت پیدا کرنے سے شدید نفرت تھی۔(۵۵) عبداللہ بن ابی کے سلسلہ میں مروت کا جو طریقہ آپ ﷺ نے اختیار فرمایا تھا وہ ایک مستقل نمونہ ہے۔(۵۶) سماجی زندگی میں دو چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک ایفائے عہد، حسن سلوک دوسرے عفو و درگزر۔ حضور ﷺ کی زندگی میں یہ دونوں خصوصیات بہت ابھری ہوئی ہیں۔(۵۷) حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی اور ابوسفیان کی بیوی۔(۵۸) ہندہ کے ساتھ آپ کا رویہ مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ مکے والوں کو ''**لاتثریب علیکم الیوم**'' (۵۹) فرمانا معاشرتی اور سیاسی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح کے بے شمار واقعات ہیں جو آنجناب ﷺ کی زندگی کے اس پہلو کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ ہمارے لئے حضور ﷺ کی سیرت میں فکر و عمل کے بے مثال نمونے ہیں۔ بالخصوص تعلیم و تربیت کے حوالے سے۔ اسلامی نقطہ نظر سے تمام اخلاق کی بنیاد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ اس لئے خلق خدا کے لئے ہمدردی و خیر خواہی تمام اعمال کی محرک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ سے ساتھ اچھا سلوک کرے۔'' (۶۰)

خلق خدا کے لئے محبت و شفقت ہر مومن سے مطلوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث میں لوگوں کے ساتھ نرم روی کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔'' (۶۱) نفع بخش و فیض رسانی اولین خلق ہے۔ جس کے لئے حضور ﷺ نے توجہ دلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے۔'' (۶۲) یہ نفع بخشی بغیر کسی ذاتی غرض و مصلحت کے ہے۔ رشتہ داروں، عام ضرورت مندوں، عام انسانوں حتیٰ کہ جانوروں سے حسن سلوک پسندیدہ رویہ ہے۔ بدسلوکی اور ضرر رسانی ناپسندیدہ رویہ ہے، آنحضور ﷺ سے مروی ہے: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن رتبے کے لحاظ سے بدترین انسان وہ ہوگا جس کے شر کے ڈر سے لوگ اسے چھوڑ دیں۔'' (۶۳) اسی طرح آنحضور ﷺ سے مروی بعض احادیث میں اچھی بات اور اچھا عمل پسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور اگر انسان کو اس پر قدرت نہ ہو تو برائی کرنے اور ضرر پہنچانے سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث میں حکمت نبوی ﷺ کا ابلاغ ملاحظہ فرمائیں۔ ''جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اچھی بات کہنی چاہئے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔'' (۶۴) ''ہر اچھی بات صدقہ ہے''۔ (۶۵)

☆ بدھ مت کی تعلیم ہے کہ یاد رکھو کہ تم بھی دوسروں کی طرح ہو۔ جیسے تم ڈرتے اور اذیت جھیلتے ہو ویسے ہی وہ بھی ڈرتے اور اذیت جھیلتے ہیں۔ اس لئے ایسے کام نہ کرو جس سے انہیں تکلیف پہنچے۔ جس طرح تم خود کو تکلیف پہنچانے سے بچتے ہو اسی طرح دوسروں کو بھی تکلیف نہ پہنچاؤ۔

☆ عیسائیت کی تعلیم ہے کہ اپنے بارے میں جس سلوک کی تم دوسروں سے توقع رکھتے ہو وہی ان کے ساتھ کرو۔ پڑوسیوں سے تم اتنی ہی محبت کرو جتنی تم اپنے آپ سے کرتے ہو۔

☆ کنفیوشس مت کی تعلیم ہے کہ جس سلوک کو انسان پسند نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کیا جائے اسے دوسروں کے ساتھ بھی ویسا نہیں سلوک کرنا چاہئے۔ انسانی ہمدردی کا اصول یہ ہے کہ سلوک کے معاملے میں دوسروں کو بھی اپنا ہی جیسا سمجھا جائے۔

☆ ھندومت کی تعلیم ہے کہ دوسروں کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا اپنے ساتھ کرتے ہو۔

☆ جین مت کی تعلیم ہے کہ ہر ذی حیات کے ساتھ وہی سلوک کرو جو تم اپنے ساتھ چاہتے ہو۔ ہر ذی حیات درد سے نفرت کرتا ہے اس لئے کسی کو قتل نہ کرو۔

☆ یہودیت کی تعلیم ہے کہ تمہیں جس کام سے نفرت ہے، وہ دوسروں کے ساتھ بھی نہ کرو۔ اپنے پڑوسی سے ایسی محبت کرو جیسی خود اپنے آپ سے کرتے ہو۔

☆ سکھ مت کی تعلیم ہے کہ جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔ یہ جسم تمہارے کرموں کا پھل ہے۔

☆ زرتشت مت کی تعلیم ہے کہ دوسروں کے ساتھ وہ سلوک ہرگز نہ کرو جو تم اپنے ساتھ پسند نہیں کرتے۔(٦٦)

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ آج جبکہ پوری دنیا ہمارے سامنے ایک اسکرین پر موجود ہے، اور دنیا پر ایٹمی سائنس دانوں اور خلائی ٹیکنالوجی والوں کا غلبہ ہے، ہم مکالمے کے ذریعے ہی کوئی راہ نکال سکتے ہیں، لیکن یہ حقیقت بھی بہرحال ہمارے سامنے ہے کہ مغربی اقوام کی طرف سے مکالمہ بین المذاہب کے سہارے مسلمانوں سے جس مذہبی ہم آہنگی کا مطالبہ کیا جارہا ہے وہ یہی ہے کہ مسلمان بنیادی اسلامی افکار، اسلامی روحانی اقدار، اسلامی اخلاقی اقدار اور موجودہ دور

میں جہاد پر اصرار نہ کریں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ختم کر دیں اور دوسری اقوام کی طرح مذہب کے محدود ترین تصور کو قبول کر لیں۔ دعوت وتبلیغ کا دائرہ محدود کر لیں یہ مطالبات مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہو ہی نہیں سکتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم اور نبوت جو تا قیام قیامت ہماری رہنما ہے اس کی اجازت نہیں دیتی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخلوا فِي السِّلْمِ کَآفَّةً ○ (۶۷)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ''

اھل ایمان کا ہر عمل اللہ کی رضا کے لئے ہے، اس کی زندگی اس کی موت اس کی عبادت کا محور ایک اللہ کی رضا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○(۶۸)

بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اس کے برعکس دیگر مذاہب نے اپنے مذہب کو گرجوں، چرچوں اور اپنی عبادت گاہوں میں قید کر دیا ہے، مذہب زندگی کے دوسرے میدانوں میں دخل نہیں دے سکتا، ہر مذہب برائی سے روکتا ہے، اور اچھائی کا حکم دیتا ہے، لیکن کیا کیا جائے، آج یہود ونصاریٰ اور ان کی اتباع میں دیگر قوموں نے مذہب کو اپنی زندگی اور سماج سے نکال رکھا ہے؟ (۶۹)

اصل حقیقت یہ ہے کہ آج ہمیں عالمی پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا لائحہ عمل طے کرنا ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت میں حصہ بھی لے سکیں، اپنوں کی نادانی اور اغیار کی سازشوں کا شکار بھی نہ ہوں معروف مذہبی اسکالر علامہ ڈاکٹر صلاح الدین ثانی رقمطراز ہیں:

آج کے عالمی منظر میں مسلمانوں کو فکر وفلسفہ تہذیب وثقافت کے حوالے سے یہی سب سے بڑا چیلنج درپیش ہے اور آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وتعلیمات کا اس پس منظر میں مطالعہ کرنے اور اسے دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ سیرت طیبہ ﷺ کا جس حوالے سے بھی تذکرہ کیا جائے، اجر وثواب، رہنمائی وبرکات کا ذریعہ ہے۔ وہ تو سراپا رحمت وبرکت ہیں اور اجر ثواب کے سرچشمہ ہیں، لیکن ہمیں اپنی ضروریات کو دیکھنا ہے، اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنی ہے اور اپنی کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ پھر ان ضروریات، کمزوریوں اور کوتاہیوں کا ایک

دائرہ ہمارا داخلی دائرہ ہے، اس کے تقاضے مختلف ہیں ایک دائرہ عالمی اور بین الاقوامی ہے جو ہمارے داخلی دائرے سے الگ ہونے کے باوجود تیزی سے بڑھتے ہوئے گلوبل ماحول کی وجہ سے اپنے فاصلے کم کرتا جا رہا ہے اور دونوں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہوئے مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں۔(۷۰)

حاصل کلام (خلاصہ بحث):

ہمیں آج کی دنیا کی ضرورت محسوس کرنا ہے ہمیں کبوتر کی طرح نہ آنکھیں بند کر لینی ہے اور نہ ہی جنگ کے بھڑکتے شعلوں کو مزید بھڑکانا ہے اور اغیار کی سازشوں کا شکار ہو کر اسکا ایندھن بننا ہے بلکہ ہمیں وقت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کم سے کم نقصان اور ذلت برداشت کرتے ہوئے مکالمہ بین المذاہب کو فروغ دیتے ہوئے اپنی راہ ہموار کرنی ہے اور موجودہ مشکل حالات میں چیلنجوں سے نبرد آزما ہونا ہے۔

معروف سیرت نگار، محقق دانشور ڈاکٹر حافظ محمد ثانی رقمطراز ہیں:

> قومی اور بین الاقوامی سطح پر عالمی مذاہب میں مکالمہ، بین المذاہب اتحاد، یگانگت، مفاہمت اور پرامن بقائے باہم کی بنیاد پر رواداری کی ضرورت جتنی آج محسوس کی جا رہی ہے، شاید اس سے قبل کبھی محسوس نہیں کی گئی۔ یہ عہد حاضر کا اہم اور حساس موضوع ہے، اس موضوع کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہم پیغمبر رحمت، محسن انسانیت ﷺ کے امتی ہیں، جنہیں رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ اور اسوۂ حسنہ کا ہر پہلو صبر و برداشت، عفو و درگزر، تحمل و بردباری اور رواداری سے عبارت ہے۔ میثاق مدینہ، صلح حدیبیہ، فتح مکہ اور معاہدۂ نجران سیرتِ طیبہ ﷺ کے وہ تاریخی شاہ کار ہیں، جن سے رسول اکرم ﷺ کی مذہبی رواداری، تحمل و برداشت، بردباری اور انسان دوستی کا پتہ چلتا ہے۔ سیرتِ طیبہ ﷺ کے یہ تاریخی اور اہم موڑ ہیں جو احترام انسانیت، پرامن بقائے باہمی، غیر جانبداری اور امن و سلامتی کا پیغام دیتے نظر آتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے حوالے سے یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں امن، رواداری، انسان دوستی اور

احترام انسانیت کے کلچر کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ آج قومی اور بین الاقوامی سطح پر مذہبی منافرت شدت پسندی اور تعصبات کے خاتمے کے لئے تعلیماتِ نبوی ﷺ کو عام کرنے، سیرتِ طیبہ ﷺ کو فروغ دینے اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ یہی ہمارے آج اور ہر عہد کے مسائل کا حل ہے۔ اسی میں ہماری فلاح اور نجات ہے۔ اس کی پیروی کر کے ہی ہم دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام پا سکتے ہیں، یہی دنیا میں امن وسلامتی، عالمی مذاہب کے درمیان اتحاد و یگانگت بین المذاہب مفاہمت اور رواداری پر مبنی عالمی انسانی معاشرے کے قیام کی یقینی ضمانت ہے۔(۱۷)

تجاویز وسفارشات:

بہر حال! تمام تر اختلافات اور خدشات بے معنی ہونے کا الزام قبول کرتے ہوئے بھی ہم مکالمہ بین المذاہب کے لئے کوشاں رہیں گے، کیونکہ دور جدید میں انسانیت جس امن و سلامتی رواداری، اتحاد یگانگت اور مفاہمت کی متلاشی ہے وہ ہم جنگ وجدال کے ذریعے نہیں بلکہ مذاکرات ومکالمات کے ذریعے ہی حل کر سکتے ہیں۔

ہمیں پرنٹ میڈیا اور الکٹرونک میڈیا کا مثبت اور بہتر استعمال کرتے ہوئے دنیا کو یہ پیغام دینا ہے کہ اسلام سلامتی اور ایمان و امن کا نام ہے، اسلام اور مسلمان احترام انسانیت اور امن و سلامتی کے سفیر ہیں۔ ہمیں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے حوالے سے غیر مسلم حلقوں بالخصوص مغربی دنیا کے منفی پروپیگنڈے کو زائل کرنا ہے اور اس کے لئے مکالمے سے زیادہ خوبصورت، مؤثر اور جدید میدان کوئی نہیں، ہمیں دور جدید کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسلام کے پیغام امن وسلامتی کو ہر سطح پر عام کرنا ہے، مختلف مکاتب فکر اور مذاہب کو مکالمے کی دعوت دی جائے، چاہے وہ محلے کی سطح پر ہوں، گاؤں کی سطح پر ہوں، شہر کی سطح پر ہوں، ملک کی سطح پر یا بین الاقوامی سطح پر اس میں اخلاص کے ساتھ مثبت کردار ادا کرنا اس سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی صاحب کی کاوشیں قابل قدر ہیں کہ کس طرح کے مشکل حالات میں آپ نے مکالمہ بین المذاہب کے لئے کتب، رسائل اور سیمینار کے ذریعے ایک خوبصورت میدان مرتب کیا اور ہر ایک کے لئے راہ ہموار کردی، ہمیں ساتھ ہی اپنے اللہ، نبی، قرآن کریم سے رشتہ مضبوط بنانا ہے، ہر صورت میں اسوۂ نبی

ﷺ پر عمل کرنا ہے، اور پورے عالم کی بہتری، نجات اور کامیابی کے لئے سوچنا ہے کہ اس میں ہماری کامیابی ونجات ہے۔

وَصلی اللّٰہ عَلَی النبی الاُمی وَعلٰی آلِہٖ واصحابہٖ اجمعین ○

حواشی وحوالہ جات

۱۔ القرآن، سورۃ المائدہ، آیت 2

۲۔ سید جلال الدین عمری، مکالمہ بین المذاہب، تحقیقات اسلامی، سہ ماہی، علی گڑھ، انڈیا، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۰ء، جلد ۲۹، شمارہ ۰۳، ص ۵

۳۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۰

۴۔ عبدالقیوم حقانی، مولانا، مذاہب کے درمیان مذاکرات، سہ ماہی ''الزیتون، مردان، جلد ۱، شمارہ ۱، محرم تا ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ۔ ۱۴۳۲ء، ص ۷

۵۔ ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، دور جدید میں بین المذاہب عالمی اتحاد، مقالات سیرت ۲۰۰۶ء، وزارت مذہبی امور، ص ۳۷) اسلام آباد، شعبہ تحقیق ومراجع۔

۶۔ سید جلا الدین عمری، مکالمہ بین المذاہب، تحقیقاتِ اسلامی، سہ ماہی، علیگڑھ، انڈیا، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۰ء، جلد ۲۹، شمارہ ۳، ص ۱۴

۷۔ ندوی شاہ معین الدین احمد، دین رحمت، کراچی، مکتبہ عارفین، س ن، ص ۱۷۹

۸۔ خطیب تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، دمشق، المکتب الاسلامی، ۱۹۶۱ء، الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ۲/ ۶۱۳

۹۔ سید جلال الدین عمری، مکالمہ بین المذاہب، محولہ سابقہ، ص ۱۵

۱۰۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، موسوعہ الحدیث الشریف، الکتب السنہ، ریاض، دارالسلام، ۲۰۰۰ء، ابواب الزھد، باب من اتقی المحارم، رقم الحدیث، ۲۳۰۵، ص ۱۸۸۴

۱۱۔ احمد بن حنبل الامام، المسند، بیروت، لبنان، موسسۃ الرسالہ، ۱۹۹۸ء، جلد ۲۱، رقم الحدیث ۱۳۸۷۵، ص ۳۵۴

۱۲۔ حالی، خواجہ الطاف حسین، مسدس حالی، کراچی، تاج کمپنی لیمٹڈ س ن، ص ۲۰

۱۳۔ خطبہ حجۃ الوداع بحوالہ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۹۹ء، ۱۰۰، ۲۔ ابوداؤدسلیمان بن اشعث، السنن، کراچی، اصح المطابع، جلد ۲، ص ۴۳۳

۱۴۔ محمد ثانی، حافظ، داکٹر، مقلاتِ سیرت، دور جدید میں بین المذاہب عالمی اتحاد، مقالات سیرت، ۲۰۰۶ء، اسلام آباد، شعبہ تحقیق مراجع، وزارتِ مذہبی امور، ص ۷۰

۱۵۔ القرآن، سورہ نساء، آیت ۵۸

۱۶۔ القرآن، سورہ المائدہ، آیت ۸

۱۷۔ القرآن، سورہ الانعام، آیت ۱۵۲

۱۸۔ القرآن، سورہ الحجرات، آیت ۰۹

۱۹۔ الترغیب، ۳/ ۱۶۷

۲۰۔ او، پی، گھی، اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں، ترتیب: عادل فراز، لاہور، اپنا ادارہ، 2003ء ص ۱۴۴

۲۱۔ او، پی، گھی، اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں، ترتیب و تہذیب، عادل فراز، لاہور، اپنا ادارہ، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۶

۲۲۔ القرآن، سورۃ الانعام، آیت ۱۵۱

۲۳۔ القرآن، سورۃ النحل، آیت ۹۰

۲۴۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، لبنان، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الادب، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث ۶۵۲۰، ص ۱۱۷۹

۲۵۔ حالی، خواجہ الطاف حسین، مسدس حالی، کراچی، تاج کمپنی لمیٹڈ، ۲۰۰۱ء، ص ۲۱

۲۶۔ القرآن، سورۃ النور، آیت ۵۵

۲۷۔ القرآن، سورۃ القریش، آیت ۴

۲۸۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیت ۱۱

۲۹۔ السجستانی، سلیمان بن الاشعث، ابوداؤد، سنن، موسوعۃ الحدیث الشریف، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب الرحمہ، رقم الحدیث ۴۹۴۱، ص ۱۵۸۵

۳۰۔ او، پی، گھی، اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں، ترتیب و تہذیب عادل فراز، ص ۱۱۶

۳۱۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، بیروت دارالفکر، ۱۹۹۴ء، جلد ۳، ص ۳۷۶، رقم الحدیث ۱۹۴۲

۳۲۔ خطبہ حجۃ الوداع، بحوالہ، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، محولہ سابقہ، ص ۱۰۰

۳۳۔ اخلاقیات مذاہب عالم کی نظر میں، محولہ سابقہ، ص ۴۷

۳۴۔ ایضاً، ص ۷۵

۳۵۔ ایضاً، ص ۷۶

۳۶۔ اقبال، علامہ، ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال، لاہور، خزینہ عالم و ادب، ۲۰۰۶ء، ص ۱۰۰

۳۷۔ خطیب التبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، دمشق، المکتب الاسلامی، ۱۹۶۱ء، کتاب الاداب، باب السلام، ۲/ ۵۴۲

۳۸۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ریاض، دارالسلام، موسوعۃ الحدیث الشریف، ۲۰۰۰ء،

ابواب الاستیذان والآداب، باب ماجاء فی التسلیم علی الصبیان، رقم الحدیث ۲۶۹۶، ص ۱۹۲۳ء

۳۹۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الفضائل، باب رحمۃ النبی ﷺ الصبیان، رقم الحدیث ۵۹۸۱، ص ۱۰۷۹

۴۰۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محولہ سابقہ، باب ماروی احب البلاد، رقم الحدیث ۱۵۲۶، ص ۳۱۳

۴۱۔ حضرت ابن عمرؓ کا طرزِ عمل اس کی شہادت ہے، فتح الباری، کتاب الاستیذان، باب افشاء السلام، ۱۶/۱۱

۴۲۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ریاض، دارالسلام موسوعۃ، الحدیث الشریف، ۲۰۰۰ء، ابواب المناقب، باب مارایت......، رقم الحدیث ۳۶۴۱

۴۳۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی محولہ سابقہ، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی طلاقۃ الوجہ، الحدیث الشریف، ۱۹۷۰، ص ۱۸۵۰

۴۴۔ البخاری، کتاب الایمان، ۱/ ۱۵، بحوالہ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل، لاہور، الفیصل، ۲۰۰۴ء، ص ۵۱۱

۴۵۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، موسوعۃ الحدیث الشریف، ریاض دارالسلام، ۲۰۰۰ء، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، رقم الحدیث ۴۴۱۸، ص ۳۶۲

۴۶۔ البخاری، کتاب النفقات، باب نفقۃ المعسر علی اھلہ، رقم الحدیث ۶۳۶۸، ص ۴۶۳

۴۷۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، محولہ سابقہ، کتاب المرضی، باب وجوب عیادۃ المریض، رقم الحدیث ۵۶۴۹، ص ۴۸۴

۴۸۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، محولہ سابقہ، کتاب المرضی، باب عیادۃ الاعراب، رقم الحدیث ۵۶۵۶، ص ۴۸۴

۴۹۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محولہ سابقہ، ابواب المناقب، باب مناقب لانس، رقم الحدیث ۳۸۲۸، ص ۲۰۴۵

۵۰۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محولہ سابقہ، کتاب الشعر، باب فی انشاد الاشعار، رقم الحدیث ۵۸۵۲، ص ۱۰۵۵

۵۱۔ بخاری، کتاب الادب، باب من بسط لہ فی الرزق بصلۃ الرحم، رقم الحدیث، ص ۵۰۷

۵۲۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محولہ سابقہ، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان......، رقم الحدیث ۱۶۹، ص ۸۰

۵۳۔ ایضاً

۵۴۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محولہ سابقہ، ابواب البر والصلہ، رقم الحدیث ۱۹۵۲، ص ۱۸۴۸

۵۵۔ البخاری، الجامع الصحیح، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب ما ینھی ......، رقم الحدیث ۶۰۶۶، ص۵۱۲

۵۶۔ ایضاً، کتاب الجنائز، باب مایکرہ الصلوٰۃ علی المنافقین، رقم الحدیث ۱۳۶۶، ص۱۰۶

۵۷۔ ایضاً، کتاب المغازی، باب قتل حمزہ، رقم الحدیث ۴۰۷۲، ص۳۳۳

۵۸۔ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر ھند بنت عتبہ، ۴/۲۳۲

۵۹۔ بحوالہ شبلی نعمانی وندوی، سیرۃ النبی ﷺ، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۴، جلد اوّل، ص۳۱۱

۶۰۔ خطیب التبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ۲/۶۱۳

۶۱۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب الرفق فی الامر کلہ، رقم الحدیث ۶۰۲۴، ص۵۰۹

۶۲۔ کنز، کتاب المواعظ، ۱۶/ ۱۲۸

۶۳۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشاً، رقم الحدیث، ۶۰۳۲، ص۵۱۰

۶۴۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب اکرام الضّیف، رقم الحدیث ۶۱۳۶، ص۵۱۷

۶۵۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب کل معروف صدقۃ، رقم الحدیث ۶۰۲۱، ص ۵۰۹ (تلخیص از انسان کامل، ڈاکٹر خالد علوی، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ۲۰۰۵ء، ص۵۱۳۔۵۱۱)

۶۶۔ او، پی، گھی، اخلاقیات، مذاہب عالم کی نظر میں، ترتیب عادل فراز، محولہ سابقہ، ص۱۵۱، ۱۵۰

۶۷۔ القرآن، سورہ بقرہ، آیت ۲۰۸

۶۸۔ القرآن، سورہ الانعام، آیت ۱۶۲

۶۹۔ عبدالقیوم حقانی، مولانا، مذاہب کے درمیان مذاکرات، سہ ماہی الزیتون، محولہ سابقہ، ص۷

۷۰۔ صلاح الدین ثانی، پروفیسر، ڈاکٹر، مکالمہ واتحاد بین المذاہب کی مذہبی بنیادیں، کراچی، مکتبہ یادگار شیخ الاسلام، ۲۰۰۵ء، ص۳۴

۷۱۔ محمد ثانی، حافظ، ڈاکٹر، مقالات سیرت، دور جدید میں بین المذاہب عالمی اتحاد، ۲۰۰۶ء، وزارت مذہبی امور، اسلام آباد، ص۹۶